# اسلام اور تعدّدِ ازواج

عبدالحق
ریسرچ اسکالر، شعبہ اصول الدین

**ABSTRACT:**

Since the darken times till today people have been confused about Nikkah or Social agreement between man and women .During the period of illiteracy some people considered a great deed to live without Nikkah and spend his life in isolation. Islam emphasized its followed that they must have Nikkah like their Prophet Mohammad (Peace Be upon Him) and fixed the number of wives as four at one time. Some of the organization workings for human rights have reservation on the rule of four wives and consider it against women's freedom. But Qur'an wa Sunnah and wisdom agree with the rule of four wives and it is in accordance with nature and human requirement. Since population of women is more than men. This space is patched up by the rule of 4 wives. Gents are also martyred during wars and accidents whereas ladies are safe and at these occasions.

خلاصہ

دورِ جاہلیت سے لیکر آج تک لوگ نکاح کے سلسلے میں افراط وتفریط میں مبتلا رہے ہیں دورِ جاہلیت میں بعض لوگ نکاح کے بغیر زندگی گزارنے کو افضل ترین عبادت سمجھ کر رہبانیت اختیار کرتے تھے جبکہ بعض لوگ چار سے زائد لامحدود نکاح کرنے میں کوئی ممانعت اور پابندی نہیں سمجھتے تھے۔ اسلام نے ایک طرف نکاح کرنے (اور اجتماعی زندگی میں آنے) کی ترغیب دیکر سنت عمل قرار دیا تو دوسری طرف اس حکم میں حد بندی کر کے بیک وقت صرف چار تک عورتیں نکاح میں رکھنے کو جائز قرار دیا۔ آج کل بعض متجددین اور عقل پرست اس حکم پر قسم قسم کے شبہات اور اعتراضات کرتے ہیں کہ مرد کے حق میں ایک سے زائد نکاح کو جائز قرار دینا عورت کے حق میں ظلم اور آزادی نسواں کے خلاف ہیں۔ لیکن قرآن وسنت اور عقلی دلائل سے بھی ثابت ہو رہا ہے کہ مرد کو بیک وقت ایک سے زائد چار تک شادیاں کرنا عین فطرت اور بشری تقاضوں کے مطابق ہے بلکہ خود عورت کے حق میں بھی مفید ہو سکتا ہے۔

اسلام نے ازدواجی زندگی گزارنے کو بہت اہمیت دی ہے، کیونکہ اسلام اجتماعیت پسند مذہب ہے، آپ ﷺ نے نکاح کرنے کی بہت ترغیب دی ہے، مشہور صحابہ کرامؓ اس پر عمل کر چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے ارشاد (نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے) سے نکاح کی اہمیت کو واضح کر دیا۔ شریعت نے ایک طرف نکاح کی ترغیب دی ہے، اور شادی کے بغیر زندگی گزارنے کو عبادت سمجھنے والی رھبانیت کی حوصلہ شکنی کر کے اس کو اسلام کے منافی قرار دیا ہے اور دنیا پر واضح کر دیا کہ اسلام میں رہبانیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (۱) تو دوسری طرف دورِ جاہلیت میں چار سے زائد اور لاتعداد بیویاں رکھنے کو جو جائز سمجھا جاتا تھا، اسلام نے اس کو بھی ممنوع قرار دیا اور ایک ہی وقت میں زیادہ سے زیادہ چار تک بیویاں رکھنے کی اجازت دی، ایک ہی وقت میں ایک سے زائد چار تک بیویاں رکھنے کو تعدد ازواج کہا جاتا ہے، تعدد ازواج بہت سے حکمتوں پر مبنی ہے، اور اس کو اسلام کی ایک خوبی کہا جا سکتا ہے۔

لیکن کچھ غیر مسلم اور بعض تجدد پسند مسلمان بھی اس مسئلہ میں انقباض کا شکار ہیں، غیر مسلم اسلام کے اس حکم پر واضح اعتراضات کرتے ہیں: شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہؒ لکھتے ہیں:

مسئلہ تعدد ازواج کے متعلق تو مخالفین نے جس قدر ورق سیاہ کئے ہیں ان کا کچھ حساب نہیں، کسی نے اس مسئلہ کے طفیل خدا کے پاک مذہب کو ظالم بتایا، کسی نے آزادی بنی آدم کے مخالف کا خطاب عطا کیا، کسی نے اپنے لیکچروں میں کہا کہ اسلام سے بجز تعدد ازواج کے کچھ روشنی دنیا میں نہیں آئی، غرض کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ، لیکن یہ مسئلہ اپنی بنائے قوی (قانون فطرت) کی وجہ سے ایسا مضبوط ہے کہ ایسے ویسے ہوا کے جھونکوں سے تو کیا، بڑے بڑے زلزلوں سے بھی متاثر نہیں ہونے والا۔ (۲)

اور بعض اسکالر جو خود کو مسلم گردانتے ہیں، وہ بھی تعدد ازواج کے جواز میں ایسی شروط وقیود لگاتے ہیں مثلاً حاجت، ضرورت وغیرہ کہ اس پر عمل کرنے کو ناممکن بنایا جائے۔

قرآن اور تعدد ازواج

اسلام میں ایک ہی وقت میں ایک سے زائد چار بیویاں تک عقد نکاح میں رکھنا قرآن، سنت، اجماع اور مسلمانوں کے عمل متواترہ متوارثہ سے ثابت ہے۔

قرآن میں ارشاد الٰہی ہے

وإن خفتم أن لا تقسطوا فی الیتٰمی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث وربٰع فإن خفتم أن لا تعدلوا فواحدۃ.(۳)

ترجمہ: اگر تمہیں ڈر ہو کہ تم یتیموں (یتیم بچیوں) کے بارے میں عدل نہ کر سکو گے تو اور دوسری عورتوں سے نکاح کرو جو ان میں سے تمہیں پسند ہوں، دو، دو، تین، تین، چار چار، سے اور اگر تمہیں ڈر ہو کہ ان بیویوں سے عدل وانصاف نہ کر سکو گے تو بس ایک ہی پر اکتفا کرو یا ان پر (اکتفا) کرو جو تمہاری لونڈیاں ہیں، یہ زیادہ بہتر ہے کہ تم ظلم کرو۔

اس آیت میں تصریح ہے کہ عدل کو ملحوظ رکھتے ہوئے مرد چار تک بیویاں اپنے عقد نکاح میں رکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں افراط اور تفریط دونوں کو ممنوع قرار دیا ہے۔ کیونکہ جاہلیت میں بعض لوگوں نے چار سے زائد شادیاں کی تھیں، اور اب بھی بعض نو اور ۱۲ بلکہ ۱۸ تک کے جواز ثابت کرتے ہیں، اور بعض تفریط کر کے ایک سے زائد نکاح کرنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ گزشتہ آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں

کان الرجل یتزوج الأربع والخمس والست والعشر ، فیقول ما یمنعنی من أن أتزوج کما یتزوج فلان، فیأخذ مال الیتیم ، فیتزوج به فنهوا أن یتزوج الرجل فوق ألاربع.(۴)

آدمی چار پانچ چھ اور دس دس شادیاں کرتا اور کہتا کہ میں فلاں فلاں کی طرح کیوں شادیاں نہ کروں، پھر وہ اپنے (زیرنگرانی) یتیم کے مال کو نئی شادی رچانے پر خرچ کرتا جاتا، (لہٰذا اس آیت میں ایسے لوگوں کو) منع کر دیا گیا کہ وہ چار سے زائد شادیاں نہ کریں۔

چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں فقیہ عماد الدین الکیالھراسی لکھتے ہیں:

**وقال جمهور العلماء: المراد به إباحة اثنتين، إنشاء والثلاث إنشاء والأربع إنشاء"(۵)**

"جمہور علماء کے نزدیک اس سے مراد یہ ہے کہ مرد کے لئے اگر چاہے تو دو، تین، چار تک شادیاں کرنے کی اجازت ہے"

عبداللہ بن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

**قصر الرجال على أربع من أجل أموال اليتمٰى.(٦)**

"یتیموں کے مال کی حفاظت کی خاطر مردوں کو صرف چار شادیوں پر اکتفا کا کہا گیا ہے"

اسی طرح قرآن مجید میں ایک جگہ ارشاد ہے

**ولن تستطيعوا أن تعدلوا بين النساء ولو حرصتم فلا تميلوا كل الميل فتذروها كالمعلقة .(۷)**

ترجمہ: اور تم ہرگز عورتوں (اپنی بیویوں) کے درمیان عدل نہ کرسکو گے اگر چہ اس کی حرص ہی کیوں نہ ہو، سو بالکل مکمل طور پر مت پھر جاؤ کہ اس کو لٹکتی ہوئی چھوڑ دو۔

یہ آیت بھی تعدد ازواج کے جواز پر صریح ہے، البتہ مسلمانوں کو تنبیہ کی، کہ کما حقہ عدل تو نہیں کر سکتے ہو، ایسا بھی نہ کرو کہ ایک بیوی کی طرف مکمل پھر جاؤ اور دوسری کو لٹکتی ہوئی چھوڑ دو۔

تعدد ازواج کا حکم احادیث کی روشنی میں احادیث نبوی ﷺ میں بھی تعدد ازواج کے جواز پر واضح دلائل موجود ہیں، صحیح روایت میں ہے کہ جب تعدد ازواج کو چار کے ساتھ مقید کرنے کا حکم نازل ہوا تو آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ جس کے عقد میں چار سے زائد بیویاں ہوں، ان میں سے چار کو منتخب کر کے باقی کو جدا کرو۔

ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا

**من كان له إمرأتان فمال إلى أحدهما جاء يوم القيمة وشقه ساقط.(۸)**

جس شخص کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے کسی ایک کی طرف جھک جائے، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مائل ہوگا۔

یہ اور اس قسم کی بہت سی احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ جہاں اسلام نے تعدد ازواج کی اجازت دی ہے، وہاں اس میں بے شمار حکمتیں بھی پوشیدہ ہیں۔ بہت سی حکمتیں ایسی ہیں جن کو ہم سمجھتے اور جانتے ہیں۔ اگر ہم اس کی حکمتوں

کو نہ بھی جانتے ہوں تو یہ لازم نہیں کہ حکیم ذات کی حکیمانہ حکم میں بے شمار حکمتیں نہ ہو، مسلمانوں کے لئے تو بس یہی کافی ہے کہ اللہ کا حکم حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ پھر بھی چند ظاہری حکمتیں یہ ہیں:

**(۱) سبب کثرت اولاد**

اسلام نے کثرت اولاد کو مستحسن سمجھا ہے، اور یہ ترغیب دی ہے کہ:

**تزوجو الودود الولود فإني مكاثر بكم الأمم.(۹)**

یعنی آپ ایسی عورتوں سے نکاح کیا کرو جو زیادہ محبت کرنی والی اور زیادہ اولاد جننے والی ہوں کیونکہ میں قیامت کے دن آپ کی کثرت پر فخر کروں گا۔ جبکہ اسلام نے ترغیب دی کہ امت بڑھادو، اس پر عمل صرف اسی طریقہ سے خوب ممکن ہے کہ زیادہ شادیاں کیا جائے۔

**(۲) کثرت نساء کا بہترین حل**

کبھی کبھار ایسا ہو جاتا ہے کہ مردوں کے نسبت عورتوں کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہیں، مثلاً جہاد میں مسلمان مردوں کی شہادت کی وجہ سے یا عام جنگی حالات میں مرد کم ہو سکتے ہیں، اگر ایک بیوی سے زائد کو ناجائز قرار دیا جائے، تو ایسی صورت میں بہت سی عورتیں شادی کے بغیر رہ جائیں گی، کیونکہ اس کے علاوہ کوئی صورت ایسی نہیں جس میں اس مصیبت کا حل نکالا جائے۔

**(۳) فحاشی کا سد باب**

بے حیائی کے روکنے کے لئے اسلام نے جہاں دوسرے مختلف اسباب اختیار کئے ہیں وہاں ایک سبب تعدد ازواج بھی ہے، یعنی مرد کو بتایا ہے کہ نکاح میں بیک وقت ایک سے زائد دو، تین، چار تک بیویاں رکھ سکتا ہے لیکن اس کے علاوہ زنا، بدکاری، اور کسی طرح کے بے راہ روی کی قطعاً اجازت نہیں ہے، کیونکہ نکاح ہی جنسی خواہش کی تکمیل والی چیز ہے، نظر کی حفاظت اور فحاشی سے بچنے کا بہترین اور عمدہ سبب ہے، جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

**فإنه أغض للبصر وأحصن للفرج.(۱۰)**

ترجمہ: ''کیونکہ یہ نگاہ کو جھکا رکھنے اور شرمگاہ کی بہت زیادہ حفاظت کرنے والی چیز ہے''

**(۴) انسانی آزادی**

عام طور پر مرد میں عورت کی نسبت جنسی تعلقات کی خواہش زیادہ ہوتی ہے، جیسا کہ علامہ ابن القیمؒ نے زاد المعاد میں فرمایا ہے:

اور عورت کے کچھ ایام ایسے بھی ہیں جن میں مرد کو اپنی بیوی سے جنسی تعلقات قائم کرنے سے منع کیا گیا ہے، تو

اس صورت میں انسانی آزادی کا خیال نہیں رہ جاتا۔

اسی طرح بعض مردوں میں بعض مرد کے بنسبت جنسی تعلقات کی خواہش فطری طور پر زیادہ ہوتی ہے، تو تمام مردوں کو برابر طور پر اس لحاظ سے پابند کرنا کہ ہر مرد صرف ایک ہی شادی کر سکتا ہے، انسانی فطری آزادی کو سلب کرنے کے مترادف ہے، اور انصاف نہیں ہے، اصل حقوق انسانی تو اسلام نے فراہم کیے ہیں، لہٰذا صرف ایک شادی پر مرد کو پابند کرنا عقلاً بھی جائز نہیں۔ آج یورپ کے قوانین پاکستان کے مسلمانوں پر مسلط کیئے جا رہے ہیں۔ فطرت کے خلاف کام کرنے کو انسانی ہمدردی کہا جا رہا ہے۔ حقوق نسواں کا نام دے کر فحاشی کو عام کرنا، حیاء کو فنا کر دینا، شکوک وشبہات میں مبتلا کر دینا نہ عورتوں کے حق میں بہتر ہے نہ مردوں کے اور نہیں مثبت اور صحت مند معاشرے کے حق میں بہتر ثابت ہوا ہے۔

(۵) ہمدردی

خاندان میں بسا اوقات ایسے حالات پیش آتے ہیں کہ کوئی قریبی رشتہ دار خاتون بیوہ ہوگئی، یا کوئی قریبی خاتون ایسی ہو جس سے نکاح کرنے میں دوسروں کو رغبت کم ہو، کوئی اس سے نکاح کرنے کے لئے تیار نہ ہو، تو اس سے نکاح کرنا مجبوری بن جاتا ہے، تعدد ازواج اگر نا جائز ہو تو ایسی عورت کی پریشانی حل کرنے کے لئے دوسرا حل کیا ہوگا؟ ہم اگر اپنے معاشرے میں ایک طائرانہ نظر ڈالیں ایسی عورتیں جو کہ بیوہ ہو چکی ہے جن کی کفالت کرنے والا کوئی نہیں کثرت سے نظر آتی ہیں انھیں بے یارو مددگار چھوڑنا بھی انسانی اقدار کی توہین نظر آتی ہے۔ ان سے ہمدردی کا تقاضہ ہے کہ انھیں کسی کی کفالت میں دیا جائے تا کہ نان نفقہ کے علاوہ ضروریاتِ زندگی ان کے لئے آسان ہو سکے۔

(۶) عورت کے حق میں بھی مفید

کبھی عورت میں ایسی بیماری پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے انسان دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں مثلاً عقم (بانجھ پن) یعنی وہ عورت جس کی اولاد نہ ہوتی ہو یا دوسری ایسی بیماری ہو۔ تو کیا خاوند اس کی موت کا انتظار کرنے بیٹھے گا یا طلاق دے گا؟ اور اس کی عمر برباد ہو جائے گی، اس سے اچھا یہ ہے کہ اس کے نکاح میں رہتے ہوئے دوسری شادی کرے ایسی صورت میں بھی خاوند کے لئے دوسرے نکاح کو ممنوع قرار دینا ظلم نہ ہوگا، تو اور کیا؟ ہم نے اپنے معاشرے میں کثرت سے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو بے اولاد ہیں ذہنی اذیت کا شکار نظر آتے ہیں۔ جبکہ دوسری شادی کرنے کو عیب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں کہ دوسری شادی کریں اور دونوں کے لئے گھر میں اولاد خوشیوں کا باعث بنے تعدد ازواج میں ان کے علاوہ اور بھی بہت ساری حکمتیں ہیں۔

شبہات

جن لوگوں کو تعدد ازواج کے مسئلہ سے انقباض ہے، وہ اس حکم پر قسم قسم کے اعتراضات اور شبہات کرتے

ہیں، مثلاً:

(۱) قرآن نے عدل سے مشروط کردیا ہے اور عدل ممکن نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

**ولن تستطیعوا أن تعدلوا. (۱۱)**

اور آپ عدل کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

اس کا جواب بھی اس آیت میں ہے کہ:

**فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقة. (۱۲)**

اس کا مطلب یہ ہے کہ کما حقہ عدل تو نہیں کرسکتے، البتہ ایسا نہ کرو کہ تم ایک بیوی کی طرف مکمل جھک جاؤ، اور دوسری بیوی کو معلق چھوڑ دو، اس آیت میں کما حقہ عدل انسانی طاقت سے باہر ہونے کی خبر دی گئی ہے۔ بعض علماء نے اس سے دلی محبت ولگاؤ مراد لیا ہے کہ وہ انسانی طاقت سے باہر ہے، اس وجہ سے آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

**اللّٰھم ھذا قسمی فیما أملک فلا تلمنی فیما تملک ولا أملک. (۱۳)**

الٰہی یہ میری بیویوں کے درمیان تقسیم ہے جو میرے اختیار میں ہے، پس مجھے اس (عدل، تقسیم) کے بارے میں ملامت نہ فرما، جس کا اختیار آپ کو تو ہے لیکن میرے اختیار سے باہر ہے۔

(۲) دوسرا شبہ اور سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جارہا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تو آپ ﷺ نے حضرت علی کو منع کر کے فرمایا:

**فلا آذن، ثم لا آذن، ثم لا آذن. (۱۴)**

میں علی کو اس نکاح کی اجازت نہیں دیتا (پھر تکرار سے کہا) اجازت نہیں دیتا، اجازت نہیں دیتا۔

لیکن یہ کمزور شبہ ہے کیونکہ آپ ؐ نے حضرت علیؓ کو بطور عام قانون منع نہیں کیا تھا، بلکہ خاص وجوہ کی بناء پر اور وہ وجہ بخاری کی اس حدیث میں ہے:

**لا تجتمع ابنة رسول اللّٰہ وابنة عدو اللّٰہ مکانا واحدا أبدا. (۱۵)**

اللہ کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن (ابوجہل) کی بیٹی کبھی ایک جگہ پر جمع نہیں ہوسکتیں۔

اس کی علت اور وجہ یہ تھی کہ ایک طرف تو اللہ کے رسول کی بیٹی ہے، دوسری طرف اللہ کے دشمن کی بیٹی ہے، دونوں ایک ساتھ کیسے جمع ہوسکتی ہیں۔

بخاری میں یہ بھی ہے کہ آپ ؐ نے فرمایا: میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں کرنا چاہتا۔ تو اصل علت وہی تھی جو بیان ہوئی۔

(۳) ایک اعتراض یہ بھی کیا جارہا ہے کہ یہ عورت کے حقوق کی پامالی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح اس میں مرد کے فوائد ہیں اسی طرح عورت کے حق میں بھی مفید ہے، جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا، اور شریعت نے ساتھ ساتھ عدل قائم کرنے کے لئے سخت احکامات دیے ہیں، مثلاً:

**فإن خفتم أن لا تعدلوا فواحدة .(١٦)**

''اگر ڈر ہو کہ عدل نہ کرسکو گے تو ایک عورت سے نکاح کرو''

''**فلا تميلوا كل الميل**''، پس مکمل طور پر مت پھر جاؤ۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے، جس کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے کسی ایک کی طرف جھک جائے، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو مائل ہوگا۔

حاصل یہ کہ کوئی بھی مسلمان اپنی طاقت ووسعت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بیک وقت ایک سے لیکر چار تک بیویاں اپنے عقدِ نکاح میں رکھ سکتے ہیں کیونکہ یہی اسلامی معاشرہ میں مرد اور عورت دونوں کے حق میں مفید ہے۔ اسلام نے اسکی اجازت دی ہے۔ قرآن وسنّت اور عمل صحابہ سے اس کے جواز پر واضح اور روشن دلائل موجود ہیں۔

# حوالہ جات


۱۔ کشف الخفاء، رقم الحدیث:۳۱۵۴، بحوالہ تفسیر ثنائی (مولانا ثناء اللہ امرتسری) لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، مکتبہ نعمانی ۱۹۷۱ء (ص ۲۸۵)

۲۔ تفسیر ثنائی، امرتسری (مولانا ثناء اللہ امرتسری) لاہور، ادارہ ترجمان القرآن، مکتبہ نعمانی ۱۹۷۱ء (ص ۲۸۵)

۳۔ سورۃ النساء، آیت ۳

۴۔ کتاب تفسیر القرآن (ابی بکر بن محمد بن ابراھیم بن المنذر) دارالمأثر ۱۴۲۲ھ (ص ۵۵۵)

۵۔ احکام القرآن للامام الفقیہ عماد الدین (عماد الدین الکیالھراسی متوفی ۵۰۴ھ) بیروت، المکتبۃ العلمیۃ ۲۰۰۱ء (۲/۲۱۷)

۶۔ درمنثور، السیوطی (جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ) بیروت، دارالفکر ۱۹۹۳ء (۲/۲۸)

۷۔ سورۃ النساء، آیت ۱۲۹

۸۔ مسند ابی داؤد الطیالسی، الطیالسی (سلیمان بن داؤد بن جارود متوفی ۲۰۴ھ) رقم الحدیث:۲۴۵۴، ہجر للطباعۃ والنشر، الطبعۃ الاولی ۱۴۱۹ھ (۱/۳۲۲)

۹۔ مسند احمد، احمد (الامام احمد بن حنبل) المحقق: شعیب الارنؤوط وآخرون، رقم الحدیث:۱۲۶۱۳، موسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۴۲۰ھ (۲۰/۶۳)

۱۰۔ صحیح البخاری، البخاری (ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری) رقم الحدیث:۱۸۰۶، بیروت، دارابن کثیر الیمامۃ، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۰۷ھ (۲/۶۷۳)

۱۱۔ سورۃ النساء، آیت ۱۲۹

۱۲۔ سورۃ النساء، آیت ۱۲۹

۱۳۔ سنن ابی داؤد، السجستانی (ابوداؤد سلیمان بن اشعث السجستانی الازدی) رقم الحدیث:۲۱۳۶، بیروت، دارالکتاب العربی (۲/۲۰۸)

۱۴۔ صحیح البخاری، البخاری (ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری) رقم الحدیث:۴۹۳۲، بیروت، دارابن کثیر الیمامۃ، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۴۰۷ھ (۵/۲۰۰۴)

۱۵۔ فضائل الصحابہ امام احمد (احمد بن حنبل ابوعبداللہ الشیبانی) رقم الحدیث:۱۳۲۹، بیروت، موسسۃ الرسالۃ، الطبعۃ الاولی ۱۴۰۳ھ (۲ص ۷۵۶)

۱۶۔ سورۃ النساء، آیت ۳